عکس اسرارِ خودی
ڈاکٹر عصمت جاوید

۴

عشق اور استحکامِ خودی

(منظوم ترجمہ "اسرار خودی")

نور کا نقطہ بنا ہم میں خودی
خاک ہم، وہ ہے شرارِ زندگی

عشق کے باعث خودی پائندہ تر
زندہ تر، سوزندہ تر، تابندہ تر

عشق سے ہے اس کے جوہر میں حیات
اس کے دل میں ارتقائے ممکنات

عشق سے اس کی طبیعت میں ہے سوز
عشق ہی سے ہے خودی عالم فروز

عشق کو تیغ و سناں سے باک کیا!
آب و گِل سے وہ نہیں ہے پاک کیا!

عشق اگر ہے صلح، تو پیکار بھی
آبِ حیواں بھی ہے وہ تلوار بھی

عشق کی نظروں سے پتھر بھی ہو شق
عشقِ حق ہے آخرش سرتاپا حق

عشق کر، اپنے لیے محبوب مانگ
چشمِ نوحؑ و فطرتِ ایوبؑ مانگ

ایک ایسا مردِ کامل ڈھونڈ لے
کیمیا جو تیری مٹی کو کرے

ڈوب جا یوں عشقِ طوفاں خیز میں
روم تھا جیسے غمِ تبریز میں

ہے ترا محبوب خود تجھ میں نہاں
آنکھ رکھتا ہو تو میں کر دوں عیاں

اس کے عاشق خوب سے بھی خوب تر
خوشتر و زیباتر و محبوب تر

دل میں، اس کے عشق سے تاب و تواں
خاک اس کے عشق سے رشکِ جناں

عشق ہی کا فیض تھا کہ خاکِ نجد
پل میں پہنچی عرش پر، آیا جو وجد

قلبِ مسلم میں مقامِ مصطفیٰؐ
آبرو ہم سب کی نامِ مصطفیٰؐ

خاک اُس کی طور کا رکھے بھرم
اس کا گھر کعبے کا ہے بیت الحرم

ایک پل اس کا ازل سے تا ابد — کون ناپے اُس کی پہنائی کی حد
بوریے پر سوئے وہ عالی تبار — اُس کے پیرو تاج کسریٰ لیں اتار
جو حرا میں خلوتیِ راز تھا — ہاں وہی انساں حکومت ساز تھا
اُس کی آنکھیں رات میں محرومِ خواب — تاکہ برپا ہو جہاں میں انقلاب
تیغ اس کی جنگ میں آہن گداز — اور آنکھیں اس کی نم وقتِ نماز
ہر دعا پر کہتی آمیں اُس کی تیغ — قاطع نسلِ سلاطیں اُس کی تیغ
اک نیا آئین دنیا کو دیا — طرزِ اقوامِ کہن کو رد کیا
دین سے کرکے درِ دنیا کو باز — کر دیے وا ہم پہ اس دنیا کے راز
اس کا خود تاریخ دیتی ہے ثبوت — کب دیا دھرتی نے پھر ایسا سپوت
ایک تھے اس کی نظر میں خاص و عام — ساتھ دسترخوان پر ہوتے غلام
دخترِ طے[1] جنگ میں ہو کر اسیر — آئی جب پیشِ شہِ گردوں سریر
شرم سے تھا اس کا پیکر آب آب — پاؤں میں زنجیر اور رخ بے حجاب
جب نبیؐ نے دیکھی یہ بے پردگی — اپنی چادر اس کے سر پر ڈال دی
آج اُس خاتون سے بے پردہ تر — ہم کھڑے ہیں پیشِ اقوامِ دگر
کیوں نہ ڈالے اپنی چادر ہم پہ آج — رکھنے والا ہے وہی محشر میں لاج
وجہِ رحمت اس کا لطف و قہر تھا — دوست دشمن سب کے حق میں مہر تھا
[2] اس گھڑی جب موقعِ تادیب تھا — اس کے لب پر قولِ لاتثریب تھا

---

[1] قبیلۂ طے کے سردار کی بیٹی۔

[2] فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلعم نے "لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" (آج تم سے کوئی باز پرس نہیں) کہہ کر اپنے دشمنوں کو معاف کر دیا تھا۔ یہی الفاظ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو معاف کرتے وقت استعمال کیے تھے (دیکھئے سورۂ یوسف آیت ۹۲)

دین میں لے کر وطن سے ہم پناہ
ایک ہیں، جیسے دو آنکھیں اک نگاہ

ہم حجازی بھی ہیں، ایرانی بھی ہیں
ہم میں ہندی اور خراسانی بھی ہیں

مستِ چشمِ ساقیِ بطحاؐ ہیں ہم
متصل مثلِ مےَ و مینا ہیں ہم

امتیازاتِ نسب سے پاک ہیں
کیونکہ ہم آتش زنِ خاشاک ہیں

ایک بو، والے گلِ صد رنگ ہم
ایک ہیں خوشیاں ہماری ایک غم

ہم کہ اس کے دل میں تھے سرِ نہاں
ایک نعرے میں ہوئے سب پر عیاں

اس کا شورِ عشق میری نے میں ہے
شورشِ فریاد میری لے میں ہے

ذکر اس کا کیوں نہ پھیلے مثلِ مشک
ہجر[1] میں جس کے ہو گریاں چوبِ خشک

قلبِ ہر مسلم میں تابش اس سے ہے
طور پر عرفاں کی بارش اس سے ہے

آتشِ فرقت وہ اس کی، الاماں
کتنا تڑپاتا ہے وہ آرامِ جاں

میں گلستاں، وہ مرا ابرِ بہار
میں لبِ دریا، وہ دریا در کنار

منتیں کیں میں نے کتنی یار کی
تب ملی دولت مجھے دیدار کی

حسنِ یثرب پر ہے اک عالم نثار
وہ مرے محبوب کا ٹھہرا دیار

گرچہ فنِ شعر میں نامی ہوں میں
کشتۂ خوش گوئیِ جامی ہوں میں

شان میں جو اس کی جامیؔ نے کہا
پیش کرتا ہوں وہ شعرِ بے بہا

"نسخۂ کونین را دیباچہ اوست
[2] جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست"

---

[1] ستون حنّانہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس لکڑی کے ستون سے آنحضرتؐ ٹیک لگا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر تیار ہوا اور آپؐ خطبہ دینے کے لیے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو صحابہ نے اس ستون سے چیخ کر رونے کی آواز سنی اور یوں لگا جیسے یہ ستون حضورؐ کی جدائی میں رو رہا تھا۔ اسی سبب اس کا نام ستون حنانہ (نوحہ کناں ستون) پڑا۔

[2] ترجمہ "آپؐ صحیفۂ کائنات کا دیباچہ ہیں ساری دنیا آپؐ کی غلام اور آپؐ ان کے آقا ہیں۔"

اسمِ اعظم سے نہیں کم اسمِ عشق	اتباعِ یار بھی از قسمِ عشق
[1] کاملِ بسطامؒ بھی کیا مرد تھا	اتباعِ یار میں جو فرد تھا
[2] کتنا سنت کا تھا اس کو احترام	کر لیا تھا خود پہ خربوزہ حرام
ہے اگر عاشق تو کر تقلیدِ یار	تاکہ اک دن بن سکے یزداں شکار
ہو مکیں دل کے حرا میں لمحہ بھر	ترکِ خود کر، سوئے حق کر جا سفر
حق سے مل کر لوٹ آ، خود میں سما	کر دے اصنامِ ہوس کا خاتمہ
لے چلے گا پھر تجھے سلطانِ عشق	جا کے دم لے گا سرِ فارانِ عشق

پھر بیاں ہونے لگیں گے تیرے گن
[3] قولِ ربانی ہے "اِنِّی جَاعِلٌ"

**

[1]، [2] حضرت بایزید کی طرف اشارہ ہے جو شہر بسطام کے رہنے والے تھے اسی لیے بایزید بسطامی کے نام سے مشہور رہیں اور اقبال نے یہاں انہیں "کاملِ بسطام" کہا ہے۔ بایزید بسطامیؒ بڑے پایہ کے صوفی بزرگ تھے۔ انہیں آنحضرتؐ سے اس درجہ عشق تھا کہ ان کا ہر قول و فعل، آداب نشست و برخاست سنت کی مطابقت میں ہوتا۔ انہوں نے عمر بھر خربوزہ محض اس لیے نہیں کھایا کہ وہ یقین کے ساتھ نہیں جانتے تھے کہ حضورؐ یہ پھل کس طرح کھاتے تھے۔

[3] اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ..... (میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں...) کی طرف اشارہ ہے۔

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔